

میلادِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰہُ عَلٰيْہِ وَسَلَّمَ

اور

قرآنی تعلیمات

مَجْلِسٌ عَلِيَّةِ نِظامِيَّةِ رِزْویَّۃِ اندرون لِوہاریِ دروازہ، لاہور

مرکزی دفتر جامعہِ نِظامِيَّةِ رِزْویَّۃِ اندرون لِوہاریِ دروازہ، لاہور

042-37374429 0315-7374429

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلَیْ رَسُولِهِ الْکَرِیمِ، أَتَابَعْنَا فَاغْوَنَا بِاللَّهِ مِنَ السَّيِّطِنِ الرَّجِیمِ
وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِیثَاقَ النَّبِیِّنَ لَمَّا آتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتَؤْمِنُنَّ بِهِ
وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ إِنَّا أَقْرَزْنَاهُ عَلَیْ ذِلِّکُمْ إِنْهُمْ قَالُوا أَقْرَزْنَاكَ فَأَشْهَدُوا أَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشَّهِدِیْنَ.

سرورِ انبیا بن کے آیا، روحِ ارض و سما بن کے آیا
سب رسولِ خدا بن کے آئے، وہ حبیبِ خدا بن کے آیا
حضرتِ آمنہ کا دُلارا، وہ حلیمہ کی آنکھوں کا تارا
وہ شیگستہ دلوں کا سہارا، بے کسوں کی دُعا بن کے آیا
تاجداروں نے دی ہے سلامی، بادشاہوں نے کی ہے عنلامی
بے مثال اُس کا اسم گرامی، مُصطفیٰ محبتی بن کے آیا
دستِ قادرت نے ایسا سبایا، حُسنِ تخلیق کو رشک آیا
جس کا پایہ کسی نے نہ پایا، وہ خدا کی رضا بن کے آیا
وہ نبی رحمتِ عالمیں ہے، جو بھی ہے اُس کے زیرِ گلیں ہے
ایسا مختار دیکھا نہیں ہے، جیسا خیرِ الوری بن کے آیا
مسندِ نازِ عرشِ بریں ہے، بوریا جس کا فرشِ زمیں ہے
در کا دربانِ رُوحِ الاممیں ہے، سرورِ انبیا بن کے آیا
کیا ظہوری لکھے شان اُس کی، مدح کرتا ہے فترآن اُس کی
نعت پڑھتا ہے حشان اُس کی، جو مراراہ نبا بن کے آیا

نبی رحمت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو خصائص عطا فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کا ذکر خیر اس شان
کے ساتھ بلند فرمایا کہ وہ ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ ہر امت میں ان کے چرچے تھے، میلاد ہوا تو عرش و فرش پر ان کی
دھویں تھیں، صدیاں گزرنے کے بعد بھی جس شان کے ساتھ ان کے میلاد کا جشن ہوتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ
قیامت تک آپ کا ذکر خیر اسی طرح بڑھتا رہے گا۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

قرآن کریم میں جا بجا مصطفیٰ کریم ﷺ کی عظمتوں کا ذکر ہے، چنانچہ آج کے خطبہ میں ”میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور فتر آنیٰ تعلیمات“ کے عنوان سے کچھ کلمات کا ذکر ہو گا۔

إِظْهَارِ شُكْرٍ وَ فَرَحَتْ

انسان کی فطرت ہے کہ جب اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی نعمت ملے تو اُس کے دل میں شکر اور خوشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اُس کی باتوں اور کاموں سے بھی اس خوشی کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ کبھی ایسا سنا یاد کیا ہے کہ کسی شخص کو نعمت ملے اور وہ دوسرے سے پوچھنے لگے: میں خوش ہو جاؤں یا نہیں؟

پھر انسان نعمت کو جتنا عظیم سمجھتا ہو اُس پر شکر اور خوشی کا اظہار بھی اتنا ہی زیادہ کرتا ہے، کچھ نعمتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ ہر سال اُن کی یاد منائی جاتی ہے اور مختلف طریقوں سے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے: یوم پیدائش اور یوم آزادی وغیرہ۔

نعمت پر شکر اور خوشی کے اظہار میں اگر یہ پہلو پیش نظر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ہے تو خوشی کا لطف بھی دو بالا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کا ثواب بھی نصیب ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی کئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے نعمت ملنے پر شکر کرنے اور خوشی منانے کا حکم فرمایا ہے۔ ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا:
 قُلْ إِفْضِلِ اللَّهِ وَ بِرَحْمَتِهِ فَبِذِلِكَ فَلَيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمِعُونَ۔ ”آپ فرمادیجیے: اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے، یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔“ [یونس: 10]

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ میلادِ مصطفیٰ کریم ﷺ اور آمدِ حناتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جسے اس عقیدے کا احساس اور وجدان بھی ہو وہ خوشی سے بے اختیار جھوم اٹھتا ہے اور اُسے نہ تو کسی سے پوچھنے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی کوئی اُسے خوشی کے اظہار سے روک سکتا ہے، کیونکہ نعمت ملنے پر خوش ہونا انسانی فطرت ہے۔ پھر جب انسان اُن آیاتِ مبارکہ پر غور کرتا ہے، جن میں نعمت پر خوشی منانے اور شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو ایمانی کیفیات میں اور ترقی ہو جاتی ہے زبان پکار اٹھتی ہے:

جس سہانی گھڑی چکا طیب کا چاند
اُس دل اندر از ساعت پے لاکھوں سلام

اظہارِ فرحت کے طریقے: قرآن مجید نے نعمت ملنے پر خوشی کا حکم دیا ہے، مگر اُس کا طریقہ معین نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر اُس طریقے سے خوشی منانا جائز ہے جس سے شریعت نے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ مسلمانوں میں آمدِ مصطفیٰ ﷺ پر اظہارِ فرحت کے مختلف طریقے مردود ہیں:

- اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے نماز، روزہ اور دیگر عبادات بجالانا۔ خود سر کارِ دو عالم ﷺ اپنی ولادت اور بیعت کی مناسبت سے پیر کے دن روزہ رکھتے تھے۔
- نبی کریم ﷺ کی سیرت و فضائل بیان کرنے کے لیے محافل سجانا۔ باری تعالیٰ نے کائنات پیدا کرنے سے پہلے ذکرِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے انبیاء کرام علیٰ نبیت و علیہم الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور مسیحیت کو جمع فرمائے۔ پھر انبیاء کرام نے اپنی امّتوں سے تذکرے کیے اور صحابہؓ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک امّتِ مسلمہ آمدِ مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کے لیے محافل کا اہتمام کرتی ہے۔ ایمانی جذبات کو تازہ کرنے کے لیے نعمتیں پڑھنا، جیسا کہ امّت کا ہمیشہ سے معمول ہے۔
- حکمِ الہی پر عمل کے لیے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈرود و سلام پیش کرنا۔
- مسلمانوں کو کھانا (لگر) کھانا اور تھائے تقسیم کرنا۔
- تکبیر و رسالت وغیرہ کے نعرے لگانا۔ نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر صحابہ نے پُر جوش انداز میں نعرے لگائے۔
- خوشی کا مظاہرہ کرنے کے لیے جہنڈے لگانا اور گلیاں، بازار وغیرہ سجانا۔ جیسا کہ جبریل امین علیہ السلام نے میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر جہنڈے لگائے۔
- اظہارِ فرحت کے لیے جلوس نکالنا۔ مدینہ منورہ میں آمدِ مصطفیٰ کریم ﷺ ہوئی تو صحابہؓ کرام علیہم الرضوان نے پرتپاک استقبال کے لیے شاندار جلوس کا اہتمام کیا۔

تربيت: جب ہم یہ نکتہ سمجھ لیں کہ آمدِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر کیے جانے والے تمام کاموں کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اُس کی نعمت پر خوشی منانا ہے تو مہت سی خرافات سے بچنے کا زہن بھی بن جائے گا۔ مثلاً:

- جس کام سے شریعت نے منع کیا ہے اُس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا جاسکتا۔
- جور و ایات من گھڑت ہیں انھیں بیان کرنا اور سننا حرام ہے، اُن کے ذریعے نفس تو خوش ہو سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کو راضی کرنا ممکن نہیں۔
- گانے کی طرز پر نعمت پڑھنا نعمت کی بے ادبی ہے، اسی طرح ایسے نعمتیہ اشعار جو عقائد اہل سنت کے خلاف ہیں انھیں پڑھنا بھی ناجائز ہے، اس طرح کی محافل سے میلاد منانے کا مقصد ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔

دینِ مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کی مدد

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمانے سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت و شان کو ظاہر کرنے کے لیے ایک عظیم الشان محفل صحابی اور اُس میں ہر نبی سے سیدِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ سے متعلق وعدہ لیا اور پھر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسیمات نے اپنی اُمتوں سے وہی وعدہ لیا۔ اس وعدہ میں انبیاء کرام کو اور ان کی وساطت سے تمام اُمتوں کو یہ سکھایا گیا تھا کہ جب میلادِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ ہو تو تم نے کیا کرنا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيَثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَّا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ إِنَّا أَفْرَزْنَاكُمْ إِنَّمَا أَنْتُمْ مُّصَدِّقُونَ إِنَّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ إِنَّا أَفْرَزْنَاكُمْ إِنَّمَا أَنْتُمْ مُّصَدِّقُونَ قَالَ فَأَشْهَدُوا وَآنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشُّهَدَاءِ۔ ” اور اے محبوب! یاد کیجیے، جب اللہ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا پھر تمہارے پاس تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا عظیم الشان رسول تشریف لائے گا تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (اللہ نے) فرمایا: کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب انبیاء نے عرض کی: ہم نے اقرار کر لیا۔ (اللہ نے) فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ ” [آل عمران: 81]

اس آیت مبارکہ میں باری تعالیٰ نے ہر نبی سے اور ان کے ذریعے ان کے ہر اُمّتی سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ جب میلادِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ ہو تو تم دو کام ضرور کرو گے: 1) خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لاؤ گے۔ 2) ان (کے دین) کی مدد کرو گے۔

ظاہر ہے کہ انبیاء کرام علیٰ نَبِيَّنَا وَعَلَيْهِ سَلَوةٌ وَّالسَّلَامُ الصلوات والتسیمات اور ان کی اُمّتیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو پورا کرنے کے لیے میلادِ مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کا انتظار کرتے رہے ہوں گے، ان کے دلوں میں آرزوِ مچلتی رہی ہو گی کہ نبی آخر الزماں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کی ولادت با سعادت ہو اور ہم ان پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ان کے دین کی مدد کے لیے اپناسب کچھ پنجھاور کر دیں۔ ہم اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کا زمانہ بھی عطا فرمایا، آپ پر ایمان لانے کی سعادت سے بھی نوازا، اب ہم پر لازم ہے کہ اس ایمانی تعلق کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے دین کی مدد کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کریں۔

سیدنا عامر بن اکوع کے حسین اشعار:
 سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، رات کو سفر جاری تھا، سیدنا اُسَّید بن حُصَيْر رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سیدنا عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرمائش کی، بلکہ بعض روایات کے مطابق خود سر کار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نے حکم دیا کہ کچھ اشعار سناؤ۔⁽¹⁾ انہوں نے ایمانی جذبات کو گرانے کے لیے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کی

⁽¹⁾ اَنْهِلْ يَا اَبْنَ الْأَنْوَعِ فَاحْدُلْ لَنَا مِنْ هُنَيَّاتِكَ۔ (مسند احمد، حدیث: 15556)

تعریف و توصیف اور دین کی مدد سے متعلق اشعار پڑھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس خوبصورت کلام کے درج ذیل اشعار روایت کیے⁽¹⁾:

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا

وَ لَا تَصَدِّقُنَا وَ لَا صَلَّيْنَا

یا رسول اللہ! خدا گواہ ہے، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا

وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

یا رسول اللہ! ہم آپ پر قربان، آپ کے حقوق کی ادائیگی میں اور آپ کے دین کی مدد میں جو ہم سے کوتائی ہوئی اُسے معاف فرمادیجیے⁽²⁾

اور اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدی عطا فرمائے⁽³⁾

وَالْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا

إِنَّا إِذَا صَيَحَّ بِنَا أَبَيْنَا

اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ ہم پر سکینہ (سکون) نازل فرمائے

جب ہمیں باطل کی طرف بلا یا گیا تو ہم نے انکار کر دیا (اور حق کی خاطر میدان میں حاضر ہو گئے)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر بھی روایت کیا⁽⁴⁾:

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا

فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

ہم آپ کے فضل و کرم سے بے نیاز نہیں، اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدی عطا فرمائے

سیدنا سلمہ (راوی) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سننے تو پڑھنے والے کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ نے عرض کی:

عامر بن اکوع یہ اشعار پڑھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے نوازتے ہوئے کہا: «یَرَحْمُهُ اللَّهُ» ”اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت فرمائے۔“

صحابہ گرام رحمی اللہ تعالیٰ عنہم کا تجربہ تھا کہ جب جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو اس طرح دعا دیتے تو اُسے شہادت نصیب ہو جاتی تھی۔

¹ صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، حدیث: 4196

² والمخاطب بذلك النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ای اغفر لنا تقصیرنا في حقك ونصرك إذلا يتتصور أن يقال: مثل هذا الكلام للباری تعالى۔ (ارشاد الساری، القسطلانی)

³ ويحتمل أن يكون المعنى: فَاسأَلْ رَبِّكَ أَنْ يُنْزِلَ وَيُثَبِّتَ۔ (فتح الباری)

⁴ صحیح مسلم، حدیث: 4779۔ مزید ملاحظہ کیجیے: فتاویٰ رضویہ، ج: 30، ص: 454، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمِ علم و حکمت پے لاکھوں سلام
وہ زبان جس کو سب کن کی سُنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پے لاکھوں سلام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: وَجَبَتْ يَا تَبَّیَ اللَّهُ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَّا بِهِ! یعنی یار رسول اللہ! آپ کی زبان پاک سے نکنے والے کلمات کی برکت سے عامر کے لیے شہادت و اجب ہو گئی، ہماری تو یہ چاہت تھی کہ حضور ہمیں اُن سے مزید فتح لینے کا موقع عطا فرماتے۔

چنانچہ اسی غزوہ میں سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کو شہادت نصیب ہوئی۔ بعد میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں مبارک جمع کر کے اُن کے بارے میں فرمایا: إِنَّ لَهُ لَأَجْرٌ مُّرِبُّ! یعنی ”اللہ تعالیٰ عامر کو دو گناہ عطا فرمائے گا“ (ایک اجر شہادت پر اور دوسرے اجر اپنے اشعار کے ذریعے ایمانی جذبات کو تازہ کرنے پر)۔ مزید فرمایا: إِنَّهُ لَجَاهِدٌ فُجَاهِدٌ، قَلَ عَرِيٌّ مَّشِیٌّ بِهَا مُثْلَهٗ یعنی ”وَهُوَ إِلَهٌ خَدَا مِثْلَهِ“ مظاہرہ کرنے والا مجاهد تھا، کم ہی عربیوں کو یہ خوبی نصیب ہوئی ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 4196)

تربيت: ویسے تو ان خوبصورت اشعار کا ہر لفظ ہی ایمان کو تازہ کرتا ہے، مگر یہ جملہ بالخصوص آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر دل کی تختی پر نقش کرنا چاہیے: فَاغْفِرْ فِدَاءَ لَكَ مَا أَبْقَيْنَا۔ یار رسول اللہ! ہم آپ پر قربان، آپ کے حقوق کی ادائیگی میں اور آپ کے دین کی مدد میں جو ہم سے کوتاہی ہوئی اُسے بخش دیجیے۔ جنہوں نے سب کچھ دین پر لٹایا وہ سمجھتے اور عرض کرتے: ہم حق ادا نہیں کر سکتے۔ اور ہم بغیر کچھ کیے ہی سمجھتے ہیں کہ سب کچھ ہم نے ہی کیا ہے۔

امام ربانی کا سبق آموز مکتوب: امام ربانی، مجدد الف ثانی، شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک 28 صفر المظفر 1034ھ کو ہے۔ موضوع کی مناسبت سے آپ کے ایک خوبصورت مکتوب کا کچھ حصہ درج ذیل ہے: نَقِدِ سَعَادَتِ دَارَىْنِ
وَابْسَتَةِ يَا تَبَّاعِ سَيِّدِ كَوَّيْنِ اسْتُ وَبَسْ، عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ مِنَ الصلوَاتُ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ أَكْمَلُهَا۔ دونوں جہان کی خوش بختی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور غلامی سے وابستہ ہے، اس کے علاوہ سعادتِ دارین کا کوئی ذریعہ نہیں۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اتباع اور غلامی کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھا: مَتَابَعٍ أَوْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَا تَبَّاعِ أَحْكَامِ إِسْلَامِيَّةٍ وَرَفِيعٍ
رُسُومٍ كُفْرِيَّةٍ۔ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ و طریقہ یہ ہے کہ اسلامی احکام کو رواج دیا جائے اور کفریہ رسوم کو مٹایا جائے۔
(مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتب نمبر 163)

ایک مکتب شریف میں آپ نے لکھا: اِنْفَاقٌ رَاكِه بِرَأْيِ تَائِيدٍ شَرِيعَةٍ بَاشُدْ وَتَرْوِيجٌ مَلِثْ دَرْجَةٍ عُلِّيَاً اَسْتُ، وَانْفَاقٌ
چَتَيلِيٌّ يَائِيْثُ خَرْجٌ كَرْدَنْ بِرَأْبِرِ خَرْجٌ لَكَهَا اَسْتُ در غیرِ اینِ نیت۔ یعنی شریعت کی تائید و تقویت اور ترویج ملتِ اسلام کے لیے
مال خرچ کرنے کا بہت بڑا درجہ ہے اور اس نیت سے ایک کوڑی خرچ کرنا کسی اور مقصد کے لیے لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔
(مکتوبات امام ربانی، فقر اول، مکتب نمبر 48)

تربیت: میلادِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے موقع پر محافلِ سجنا اور دیگر کاربائے خیر سر انجام دینا نہایت سعادت ہے، ان میں ایسا
انداز اختیار کرنا ضروری ہے جو دین کے فروع اور شریعت کی ترویج کا ذریعہ ہو۔ اگر ہم رسمی محافل کو با مقصد بنائیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ
نورانیت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ نیز محافل میں بے جا تشبیر اور پیشہ و رلوگوں پر خرچ ہونے والا پیسہ اگر دین کے فروع کے صرف
ہو تو فقط دنیا میں ہی نہیں، مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب متاثر ہے گا۔

محبت و تعظیم کا فروع

انسان جسے اپنا محسن اور اپنے لیے مہربان سمجھتا ہے، دل میں خود بخود اُس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں سرورِ
عالم ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اُس نے کئی آیاتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو اس بات کا احساس دلایا ہے کہ جس نبی کا تم
کلمہ پڑھتے ہو وہ تمہارے لیے بہت ہی مہربان ہیں۔

ایک مقام پر ارشاد ہوا: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عِنْتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ ”بے شک تمہارے پاس تمہی میں سے وہ عظیم الشان رسول رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت گراں
گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔“ [اتوب 9:128]

اس آیت مبارکہ میں خالق کائنات جل جلالہ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی رحمت ذکر فرمانے کے لیے اپنے دو (۲) نام آپ ﷺ کو عطا فرمائے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کہا:

وَ نَامِ كَهْ نَامِ خَدَا نَامِ تِسِرَا
”رُوفٌ“ و ”رَحِيمٌ“ و ”عَلِيمٌ“ و ”عَلِيٰ“ ہے

حقیقت میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ منانے کا ایک مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حُسن و جمال، آپ کی سیرتِ باکمال
اور آپ کے احساناتِ لازوال کا تذکرہ کر کے آپ کی محبت میں اضافہ کیا جائے۔

مسلمانوں کی حالتِ زار: اس وقت عالم کفر ہمیں نبی کریم ﷺ کی محبت سے محروم کرنے کے لیے تمام تو انایاں صرف کر رہا ہے، ہم سے اسلامی تہذیب چھیننے کے لیے مغربی تہذیب کو مسلط کیا جا رہا ہے، ہم علم دین سے کتنا دور ہو چکے ہیں؟ یہ ہمیں خوب معلوم ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کی پستی کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا:

شَبَّهَ پَيْشَ حُدَا بِكُرْبَيْسَتَمْ زَارَ
مُسْلِمَانَ چَرَا زَارَنْدُ وَ حَوَارَنْدُ

ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زار و قطار روکرا تجویز: یا اللہ! مسلمان کیوں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟

نِدَا آمَدْ نَمِيْ دَانَى كَهِ اِيْنَ قَوْمَ
دِلَمْ دَارَنْدُ وَ مَحْبُوبِيْ نَدارَنْدُ
تو ندا آتی: تمہیں معلوم نہیں کہ ان کے پاس دل توہین مگر محبوب نہیں ہے

ایک دوسری نظم میں اقبال علیہ الرحمہ نے یوں فرمایا:

زَانَ كَهِ مِلَّتُ رَا حَيَاةَ ازْ عِشْقِيْ أُوْسَتَ
بَرَّگَ وَ سَازِ كَائِنَاتَ ازْ عِشْقِيْ أُوْسَتَ

ملت کی حیات سر کارِ دو عالم ﷺ کے عشق سے ہے، بلکہ ساری کائنات کا حُسن ہی آپ ﷺ کے عشق سے ہے

میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور محبت و تعظیم کافروں: اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس سال میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر ہمارا یہ مشن ہو کفار ہماری آنے والی نسل کے دلوں سے محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو ختم کرنے کے لیے جتنا زور لگا رہے ہیں ہم اُس سے کہیں زیادہ کوشش محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو بڑھانے کے لیے کریں گے۔ وہ ہمیں آپ ﷺ سے جتنا دُور کرنا چاہتے ہیں ہم اُس سے کہیں زیادہ قریب ہوں گے اور وہ ہمیں ”دانشمند“ بنانے کے لیے جتنی تو انایاں صرف کر رہے ہیں ہم اُس سے کہیں زیادہ توجہ ”اُن کا دریوانہ“ بننے پر دیں گے۔ دشمن ہماری ایمانی دولت لوٹنے کے لیے جتنی محنت کر رہا ہے ہم اُس سے زیادہ کوشش اپنی دولت بچانے کے لیے کریں گے۔

محبتِ رسول بڑھانے کا حسین ذریعہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: **يَا أَبْنَىَ إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لَا حِدَّ فَافْعُلْ.** ”پیارے بیٹے! اگر ایسا کر سکو کہ صحیح ہو یا شام تیرے دل میں کسی کے بارے کھوٹ (بدخواہی، حسد اور کینہ) نہ ہو تو ضرور کرنا۔“

سیدنا انس کہتے ہیں سرکارِ دو عالم ﷺ نے پھر مجھے فرمایا: اب تک! وَذلِكَ مِنْ سُنْنَتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنْنَتِي فَقَدْ أَحْبَبَنِي، وَمَنْ أَحْبَبَنِي كَانَ مَعِيٌّ فِي الْجَنَّةِ۔ ”پیارے بیٹے ایسے میری سنت ہے، جس نے میری سنت (شریعت) کو زندہ کیا (خود بھی اس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم اور اس پر عمل کی دعوت دے کر اسے رواج دیا^[1]] ضرور اسے میری (چی اور کامل) محبت نصیب ہوئی، اور جسے میرا پیار نصیب ہو گیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2678)

الله تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے طفیل اسلام اور مسلمانوں کو عز قیں عطا فرمائے، ہمیں سید عالم ﷺ کی سچی محبت و غلامی اور اتباع نصیب فرمائے اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے حقیقی مقاصد حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

آمین بجهہ النبی الکریم ﷺ

¹ ایسے موقع پر ”سنت“ سے شریعت مراد ہوتی ہے۔ شیخ محقق نے ایک حدیث پاک کی شرح میں لکھا: (من أحیا سنتاً) أَيْ: أَقامَهَا وَرَوَّجَهَا وَأَيَّدَهَا وَقَوَّاها، والمراد بالسنتة: الطريقة المسلوكة في الدين و شرائع الإسلام ولو كانت فرضًا واجباً... (معات التفتح)